Institutes of the Christian Religion

مسیحی مذہب کی بنیادی تعلیمات

VOL. 4

کتاب نمبر 2:

مسیح کی قائم کردہ کلیسیا اور انسان کی بنائی ہوئی کلیسیا میں فرق۔

مصنف: جان کیلون

Reformed by TRUTH
Covenant God-Covenant People

Institutes of the Christian Religion

مسیحی مذہب کی بنیادی تعلیمات

Reformed by TRUTH
Covenant God-Covenant People

Translated
By
Suleman Shahzad
(MIB-France, M.Div (Continue)-USA)
Reformed by TRUTH

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

Duplication of this document is permitted for personal, private use only.

صرف ذاتی اور نجی استعمال کے لیے نقل کی اجازت ہے، فروخت کے لیے نہیں۔

Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International

NOT FOR SALE

Urdu Edition 2026
Copyright © Reformed by TRUTH
www.Reformedbytruth.com

کتاب 2

مسیح کی قائم کردہ کلیسیا اور انسان کی بنائی ہوئی کلیسیا میں فرق۔

مصنف: جان کیلون

مترجم: سلیمان شہزاد

Not For Sale

فہرستِ مضامین

مصنف کا تعارف:

مترجم کی تمہید:

حصہ 1: صحیح عقیدے اور عبادت سے ہٹنا رومن کیتھولک کلیسیا کے اُس دعوے کو غلط ثابت کرتا ہے کہ صرف وہی "اصل کلیسیا" ہے، باب 1 تا 6:

باب 1: بنیادی فرق۔

باب 2: رومن کیتھولک کلیسیا اور اُس کا دعویٰ۔

باب 3: جھوٹی کلیسیا اپنے بڑے دعووں کے باوجود ثابت کرتی ہے کہ وہ خدا کے کلام کو نہیں سنتی۔

باب 4: کلیسیا خدا کے کلام پر قائم ہے۔

باب 5: تفرقہ اور بدعت کے الزام کا جواب۔

باب 6: مسیح کی سربراہی ہی کلیسائی اتحاد کی شرط ہے۔

حصہ 2: رومن کیتھولک کلیسیا کا عبادت اور اختیار کے لحاظ سے قدیم اسرائیل سے موازنہ: باب 7 تا 11:

باب 7: رومن کیتھولک کلیسیا کی حالت یربعام کے زمانے کے اسرائیل جیسی ہے۔

باب 8: کیا یہودیوں کی بت پرستی کے باوجود اُن کی کلیسیا باقی رہی ؟

باب 9: پوپ کی کلیسیا بگڑی ہوئی ہے اور اس سے الگ ہونا ضروری ہے۔

باب 10: ہمیں بگڑی ہوئی کلیسیا سے الگ کیوں ہونا چاہیے ؟

باب 11: کیا پوپ کے چرچ میں کلیسیا کی کچھ باقی نشانیاں ماجود ہیں ؟

حصہ 3: نتیجہ:

باب 12: کیا درست باتوں کی موجودگی بگڑی ہوئی کلیسیا کو سچی کلیسیا بنا سکتی ہے ؟

مصنف کا تعارف:

جان کیلون (1509–1564) ایک عظیم فرانسیسی مسیحی عالم اور اصلاحی پروٹسٹنٹ کلیسیا کے اہم ستونوں میں سے ایک تھا۔ اُس نے اپنی پوری زندگی خدا کے کلام کی خدمت اور کلیسیا کی اصلاح کے لیے وقف کر دی۔ کمزور صحت اور شدید مخالفت کے باوجود، اُس کی مسلسل محنت، دُعا اور علمی بصیرت نے جنیوا (Geneva) کو اصلاحی پروٹسٹنٹ ایمان کا مرکز بنایا اور پورے یورپ پر دیرپا اثر ڈالا۔

اُن کی شہرۂ آفاق تصنیف "مسیحی مذہب کی تعلیمات" (Institutes of the Christian Religion)، جو چار جلدوں پر مشتمل ہے، پہلی بار 1536ء میں شائع ہوئی۔ یہ کتاب مسیحی عقائد کو آسان، منظم اور بائبلی انداز میں پیش کرنے کے لیے لکھی گئی تھی تاکہ ایماندار اپنے ایمان میں مضبوط رہیں اور کلیسیا کے ساتھ وفاداری اور اتحاد میں جڑے رہیں۔

وقت کے ساتھ یہ کتاب مزید وسعت پاتی گئی اور آج بھی اصلاحی پروٹسٹنٹ مسیحیت کی ایک بنیادی اور معتبر دستاویز کے طور پر سمجھی جاتی ہے، جو ایمان، فہم اور روحانی وفاداری کی روشن مثال پیش کرتی ہے۔

مترجم کی تمہید:

یہ کتاب جان کیلون کی شہرۂ آفاق تصنیف *Institutes of the Christian Religion* "مسیحی مذہب کی تعلیمات" کے ایک نہایت اہم حصے کا ترجمہ ہے۔ اس حصے میں کلیسیا کی حقیقت، اِس کی پہچان، اور سچی و جھوٹی کلیسیا کے درمیان امتیاز کو نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

صدیوں سے یہ الزام عائد کیا جاتا رہا ہے کہ اصلاحِ دین کی تحریک (Protestant Reformation) نے کلیسیا میں تقسیم پیدا کی، اور یہ کہ پروٹسٹنٹ مصلحین نے ایک نئی اور جداگانہ کلیسیا قائم کی۔ خاص طور پر رومن کیتھولک کلیسیا کی طرف سے یہ دعویٰ کیا گیا کہ کلیسیا سے علیحدگی اختیار کرنا بغاوت اور تفرقہ کا سبب بنا۔ لیکن تاریخی اور روحانی حقیقت اس سے بہت مختلف ہے۔ اصلاحِ دین کا مقصد ہرگز ایک نئی کلیسیا کی بنیاد رکھنا نہ تھا، بلکہ اصل خواہش یہ

تھی کہ موجودہ کلیسیا خود کو خدا کے کلام کے مطابق درست کرے۔ ابتدائی پروٹسٹنٹ علماء کی پکار یہ تھی کہ کلیسیا انسانی روایات، غیر بائبلی رسومات، اور بت پرستانہ رجحانات سے توبہ کرے اور دوبارہ مسیح اور اُس کی تعلیم کی طرف رجوع کرے۔ اُن کی جدوجہد تقسیم کے لیے نہیں بلکہ پاکیزگی کے لیے تھی؛ علیحدگی کے لیے نہیں بلکہ اصلاح کے لیے تھی۔

یہ کتاب اسی بنیادی نکتہ کو واضح کرتی ہے کہ سچی کلیسیا کی بنیاد انسانی اختیار، مذہبی روایت یا ظاہری جاہ و جلال پر نہیں، بلکہ خدا کے پاک کلام کی صحیح منادی اور مقدس رسومات کی درست ادائیگی پر ہے۔یہاں یہ بات صاف انداز میں پیش کی گئی ہے کہ جب کلیسیا اپنے اصل معیار یعنی مسیح کی تعلیم سے ہٹ جاتی ہے، تو اصلاح کی ضرورت ناگزیر ہو جاتی ہے۔

اصلاحِ دین (Protestant Reformation) کوئی سیاسی تحریک نہیں ہے، بلکہ ایک روحانی بیداری ہے۔ اس کا مقصد کلیسیا کو توڑنا نہیں بلکہ اُسے اُس کی اصل بنیاد پر واپس لانا تھا۔ اگر تقسیم واقع ہوئی تو وہ سچائی کی قیمت پر سمجھوتہ نہ کرنے کے باعث ہوئی، نہ کہ ذاتی اقتدار یا نئی شناخت قائم کرنے کی خواہش سے۔

میری دُعا ہے کہ یہ ترجمہ آپ کو نہ صرف تاریخی حقائق سے آگاہ کرے بلکہ آپ کو اس سوال پر بھی غور کرنے پر آمادہ کرے کہ سچی کلیسیا کی پہچان کیا ہے؟ کیا ہماری وفاداری انسانی نظام سے ہے یا زندہ مسیح سے؟

(یہ ترجمہ ہنرِی بیورِج (Henry Beveridge) کی انگریزی ترجمانی سے ماخوذ ہے، جو پہلی مرتبہ 1845ء میں شائع ہوئی تھی۔ نیز الٰہیاتی اصطلاحات کی بہتر تفہیم اور درست مفہوم کی ادائیگی کے لیے ابتدائی فرانسیسی ترجمہ سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔)

- سلیمان شہزاد

(صحیح عقیدے اور عبادت سے ہٹنا رومن کیتھولک کلیسیا کے اُس دعوے کو غلط ثابت کرتا ہے کہ صرف وہی "اصل کلیسیا" ہے، باب 1 تا 6)

1. بنیادی فرق:

یہ بات پہلے ہی واضح کی جا چکی ہے کہ خدا کے کلام کی خدمت اور مقدس رسومات (سکرامنٹس) ہمارے لیے کتنی اہمیت رکھتے ہیں، اور ہمیں اِن کا کتنا احترام کرنا چاہیے تاکہ وہ کلیسیا کو پہچاننے کی دائمی علامت بن سکیں۔

جیسا ہم نے پہلے بیان کیا کہ:

اوّل: جہاں کلام اور مقدس رسومات صحیح اور مکمل حالت میں موجود ہوں، وہاں اگرچہ عمل میں کچھ غلطیاں یا کمزوریاں ہوں، تب بھی ہمیں اُسے کلیسیا کہنا چاہیے۔

دوم: اس خدمت میں معمولی غلطیاں ہونے کی وجہ سے ہمیں اِسے ناجائز یا باطل نہیں کہنا چاہیے۔

مزید یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ وہ غلطیاں جنہیں برداشت کیا جا سکتا ہے، وہ ایسی ہیں جو ایمان کے بنیادی عقیدے کو نقصان نہ پہنچائیں، اور نہ اُن عقائد کو ختم کریں جن پر سب ایمانداروں کا اتفاق ضروری ہے۔ اسی طرح رسومات میں بھی اگر کچھ کمزوریاں ہوں، تو وہ ایسی نہ ہوں جو اُن کی اصل بنیاد یا خدا کی مقرر کی ہوئی ترتیب کو تباہ کر دیں۔ لیکن جب جھوٹ ایمان کی حدود میں داخل ہو جائے، جب حقیقی عقیدے کی بنیاد ہی اُلٹ دی جائے، اور رسومات (بپتسمہ اور عِشائے ربانی) کا صحیح استعمال ختم کر دیا جائے، تو پھر کلیسیا کی موت یقینی ہے۔ جیسے انسان کی جان اُس وقت ختم ہو جاتی ہے جب اُس کا گلا کاٹ دیا جائے یا اُس کے اہم اعضا کو مہلک زخم پہنچے۔ پولُس رسول کے الفاظ اسی بات کو صاف ظاہر کرتے ہیں۔ جب وہ کلیسیا سے کہتا ہے کہ تم "رسُولوں اور نبِیوں کی نیو پر جس کے کونے کے سِرے کا پتّھر خُود مسِیح یِسُوع ہے تعمِیر کِئے گئے ہو۔" (افسیوں 20:2)۔ اگر کلیسیا رسولوں اور نبیوں کی تعلیم پر قائم ہے، جو ایمانداروں کو یہ سکھاتی ہے کہ نجات صرف مسیح میں ہے، تو اگر یہی تعلیم تباہ ہو جائے تو کلیسیا کیسے قائم رہ

سکتی ہے؟ جب ایمان کی وہ بنیاد جس پر کلیسیا قائم ہے، گر جائے تو کلیسیا کا قائم رہنا ممکن نہیں۔ پھر پولُس یہ بھی کہتا ہے کہ کلیسیا "سچائی کا ستون اور بنیاد ہے" (1 تیمتھیس 15:3)۔

اس لیے جہاں جھوٹ اور فریب غالب آجائیں، وہاں سچی کلیسیا موجود نہیں ہو سکتی۔

2. رومن کیتھولک کلیسیا اور اُس کا دعویٰ:

اب چونکہ پوپ کے نظام کے تحت یہی حالات ہیں کہ ہم دیکھ سکتے ہیں کہ کلیسیا کا اصل حصہ وہاں کس حد تک باقی ہے۔ وہاں خدا کے کلام کی خدمت کی جگہ ایک بگڑا ہوا نظام ہے، جو جھوٹ سے بھرا ہوا ہے، جو کبھی روشنی کو بجھاتا ہے اور کبھی چھپاتا ہے۔

خداوند کی مقرر کردہ عِشائے ربانی کی جگہ ایک ناپاک توہین نے لے لی ہے، خدا کی عبادت طرح طرح کی ناقابلِ برداشت توہمات اور رسومات سے بگاڑ دی گئی ہے۔ تعلیم، جس کے بغیر مسیحیت قائم نہیں رہ سکتی—پوری طرح دبا دی گئی اور رد کر دی گئی ہے۔ عوامی عبادت گاہیں بت پرستی اور بے دینی کے مدرسے بن گئے ہیں۔ اس لیے اگر ہم ایسی برائیوں میں شریک ہونے سے بچتے ہیں، تو ہمیں اس بات کا کوئی خطرہ نہیں کہ ہم مسیح کی کلیسیا سے الگ ہو جائیں گے۔ کلیسیا کی رفاقت اس لیے قائم نہیں کی گئی کہ وہ ہمیں بت پرستی، بے دینی، خدا کی ناواقفیت اور دوسری برائیوں میں جکڑ دے، بلکہ اس لیے کہ وہ ہمیں خدا کے خوف اور سچائی کی فرمانبرداری میں قائم رکھے۔

پوپ کے ماننے والے بڑے فخر سے دعویٰ کرتے ہیں کہ صرف وہی کلیسیا ہے، گویا دنیا میں اُس کے سوا کوئی اور کلیسیا ہے ہی نہیں۔ پھر وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ جو کوئی بھی اِن کے چرچ کی اطاعت سے الگ ہو جائے وہ تفرقہ ڈالنے والا ہے، اور جو اُن کی تعلیم کے خلاف ہلکی سی بات بھی کرے وہ بدعتی ہے (دیکھیں حصہ 5)۔

لیکن وہ یہ کیسے ثابت کرتے ہیں کہ وہی حقیقی کلیسیا ہے؟

وہ پرانے تاریخی ریکارڈ پیش کرتے ہیں جو کبھی اٹلی، فرانس اور اسپین میں موجود تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ اُن کی ابتدا اُن مقدس لوگوں سے ہوئی جنہوں نے صحیح تعلیم کے ذریعے کلیسیائیں قائم کیں، تعلیم کو مضبوط کیا، اور اپنے خون سے

کلیسیا کی عمارت کو استوار کیا۔ وہ یہ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ روحانی نعمتوں اور شہیدوں کے خون سے مقدس کی گئی کلیسیا بزرگوں کے مسلسل سلسلے کے ذریعے محفوظ رہی۔ وہ اَیرینیئس، ترتولیان، اوریجن، آگسٹین اور دوسرے بزرگوں کی باتوں کا حوالہ دیتے ہیں کہ اُنہوں نے اس جانشینی کو اہم سمجھا تھا (دیکھیں حصہ 3)۔

ان کے یہ دعوے کتنے کمزور اور مضحکہ خیز ہیں، یہ کوئی بھی شخص آسانی سے سمجھ سکتا ہے اگر وہ میرے ساتھ تھوڑی دیر غور کرے۔ میں اپنے مخالفین کو بھی سنجیدگی سے سوچنے کی دعوت دیتا، اگر مجھے اُمید ہوتی کہ وہ سچائی سے فائدہ اُٹھائیں گے۔ لیکن چونکہ اُنہوں نے سچائی کی پرواہ چھوڑ دی ہے اور صرف اپنے مقصد کو حاصل کرنا چاہتے ہیں، اس لیے میں چند باتیں بیان کرتا ہوں تاکہ سچے اور نیک لوگ اُن کی بحثوں سے خود کو الگ کر سکیں۔

سب سے پہلے میں اُن سے پوچھتا ہوں کہ وہ افریقہ، مصر اور پورے ایشیا کا ذکر کیوں نہیں کرتے؟ کیونکہ ان علاقوں میں بھی اُس مقدس جانشینی کا سلسلہ ٹوٹ گیا تھا جس پر وہ فخر کرتے ہیں۔ اس لیے وہ یہ کہہ کر بچنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اُن کے پاس سچی کلیسیا ہے، کیونکہ شروع سے آج تک وہاں کلیسائی بزرگوں کا سلسلہ بغیر رکاوٹ جاری رہا ہے۔ لیکن اگر میں اُن کے سامنے یونان کی مثال پیش کروں تو کیا ہوگا؟ میں پھر پوچھتا ہوں: وہ کیوں کہتے ہیں کہ یونان میں کلیسیا ختم ہو گئی، حالانکہ وہاں بھی کلیسائی بزرگوں کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوا؟ اگر اُن کے خیال میں یہی سلسلہ کلیسیا کا محافظ اور نگہبان ہے، تو پھر یونانیوں کو وہ تفرقہ باز کیوں کہتے ہیں؟ وہ کہتے ہیں کہ چونکہ یونانی رسولی مرکز سے الگ ہو گئے، اس لیے اُنہوں نے اپنا حق کھو دیا۔

لیکن کیا جو لوگ خود مسیح سے الگ ہو جائیں، وہ اس سے بھی زیادہ اپنے حق سے محروم ہونے کے مستحق نہیں؟ پس نتیجہ یہ ہے کہ صرف جانشینی کا دعویٰ بے فائدہ ہے، اگر بعد میں آنے والے لوگ اُس سچائی کو محفوظ اور خالص حالت میں قائم نہ رکھیں جو اُن کے باپ دادا نے اُنہیں سونپی تھی۔

3. جھوٹی کلیسیا اپنے بڑے دعووں کے باوجود ثابت کرتی ہے کہ وہ خدا کے کلام کو نہیں سنتی:

آج کے زمانے میں رومن کیتھولک کلیسیا کے ماننے والوں کا دعویٰ ویسا ہی ہے جیسا کبھی یہودی کیا کرتے تھے، جب خدا کے نبی اُنہیں اندھے پن، بے دینی اور بت پرستی پر ملامت کرتے تھے۔ جس طرح یہودی اپنی ہیکل، رسموں اور کاہنوں پر فخر کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ یہی کلیسیا کی پہچان ہے، اُسی طرح رومن کیتھولک لوگ بھی ہمیں کلیسیا کے نام پر کچھ ظاہری نشانیاں دِکھاتے ہیں۔ حالانکہ یہ ظاہری چیزیں اکثر کلیسیا سے حقیقی طور پر جڑی ہوئی نہیں ہوتیں، اور کلیسیا اِن کے بغیر بھی قائم رہ سکتی ہے۔

اس لیے ہمیں اُن کی تردید کے لیے کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں، سوائے اُس دلیل کے جو یرمیاہ نبی نے یہودیوں کے خلاف پیش کی تھی کہ "جُھوٹی باتوں پر بھروسا نہ کرو اور یُوں نہ کہتے جاؤ کہ یہ ہے خُداوند کی ہَیکل۔ خُداوند کی ہَیکل۔ خُداوند کی ہَیکل۔" (یرمیاہ 4:7)۔ خدا صرف اُسی جگہ کو اپنا مانتا ہے جہاں اُس کا کلام سنا اور دیانتداری سے مانا جاتا ہے۔ اگرچہ خدا کا جلال کروبیوں کے درمیان ہیکل میں ظاہر ہوتا تھا (حزقی ایل 4:10)، اور اُس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ وہاں سکونت کرے گا، لیکن جب کاہنوں نے اُس کی عبادت کو بگاڑ دیا اور غلط رسمیں شامل کر دیں، تو خدا نے اپنی حضوری وہاں سے ہٹا لی اور وہ جگہ اپنی پاکیزگی کھو بیٹھی۔

اگر وہ ہیکل، جو ہمیشہ کے لیے خدا کی رہائش گاہ سمجھی جاتی تھی، خدا کی طرف سے چھوڑ دی گئی، تو رومن کیتھولک لوگوں کے پاس کوئی دلیل نہیں کہ وہ کہیں خدا اشخاص، مقامات یا ظاہری رسموں کا پابند ہے اور وہاں ضرور رہے گا جہاں صرف کلیسیا کا نام اور شکل باقی ہو (رومیوں 6:9)۔ پولُس رسول رومیوں کے خط کے نویں سے بارھویں باب تک اِسی مسئلے پر بات کرتا ہے۔ بہت سے کمزور ایمان والے پریشان تھے کیونکہ جو لوگ خدا کی قوم کہلاتے تھے، وہی انجیل کی تعلیم کو رد کرتے اور اُس پر ظلم بھی کرتے تھے۔ پولُس تعلیم کی وضاحت کے بعد یہ مشکل حل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ یہودی جو سچائی کے دشمن تھے، حقیقت میں کلیسیا نہیں تھے، حالانکہ اُن کے پاس ظاہری طور پر کلیسیا کی تمام نشانیاں موجود تھیں۔ اُن کے کلیسیا نہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ اُنہوں نے مسیح کو قبول نہیں کیا۔

گلتیوں کے خط میں پولُس اسماعیل اور اسحاق کی مثال دیتا ہے اور صاف کہتا ہے کہ بہت سے لوگ کلیسیا میں جگہ تو رکھتے ہیں لیکن اصل میراث اُن کی نہیں، کیونکہ وہ آزاد عورت کی نسل سے نہیں ہیں۔ وہ دو یروشلیم کا مقابلہ کرتا ہے: ایک جو شریعت سے جڑا ہے اور غلامی کی علامت ہے، اور دوسرا جو آزادی کی علامت ہے۔ بہت سے لوگ جو غلامی میں پیدا ہوئے اور پلے بڑھے، فخر سے کہتے ہیں کہ وہ خدا اور کلیسیا کے بیٹے ہیں، حالانکہ وہ خود بگڑے ہوئے ہیں اور خدا کے سچے بیٹوں کو حقیر سمجھتے ہیں۔

ہمیں بھی یاد رکھنا چاہیے کہ آسمان سے یہ حکم دیا گیا تھا کہ "لونڈی اور اُس کے بیٹے کو نکال دو۔" لہٰذا ہمیں اس مضبوط حکم پر بھروسا کرنا چاہیے اور اُن کے بے معنی فخر کو رد کرنا چاہیے۔ اگر وہ ظاہری نشانوں پر فخر کرتے ہیں، تو اسماعیل بھی مختون تھا۔ اگر وہ قدامت پر فخر کرتے ہیں، تو وہ پہلوٹھا تھا۔ پھر بھی وہ رد کر دیا گیا۔ پولُس کہتا ہے (رومیوں 6:9) کہ صرف وہی خدا کے بیٹے شمار ہوتے ہیں جو سچی اور خالص تعلیم کے مطابق پیدا ہوئے ہوں۔ اسی بنیاد پر خدا نے کہا کہ وہ بُرے کاہنوں کا پابند نہیں، حالانکہ اُس نے اُن کے باپ لاوی سے عہد کیا تھا (ملاکی 4:2)۔ کاہن اپنے منصب پر فخر کرتے تھے، مگر خدا نے کہا کہ اگر وہ خود عہد کو پورا نہیں کرتے تو وہ رد کیے جائیں گے۔

پس اگر جانشینی کے ساتھ صحیح تعلیم اور عمل نہ ہو، تو ایسی جانشینی کی کوئی قدر نہیں۔ اگر بعد میں آنے والے لوگ اپنے اصل سے ہٹ جائیں، تو اُن کی عزت ختم ہو جاتی ہے۔ کیا ہم کہیں گے کہ صرف اس لیے کہ کائفا پہلے نیک کاہنوں کے بعد آیا، اور ہارون سے لے کر اُس تک سلسلہ جاری تھا، تو اُس کی بدکار مجلس کو کلیسیا کہا جائے؟ دنیاوی حکومتوں میں بھی کوئی یہ قبول نہیں کرے گا کہ کیلیگولا، نیرو یا دوسرے ظالم حکمرانوں کی حکومت کو اس لیے درست کہا جائے کہ وہ پہلے اچھے حکمرانوں کے بعد آئے تھے۔ خاص طور پر کلیسیا کی حکومت میں یہ بات بالکل بے معنی ہے کہ تعلیم کو نظر انداز کر کے صرف اشخاص کی جانشینی کو اہم سمجھا جائے۔ جن مقدس اُستادزہ کا وہ حوالہ دیتے ہیں، اُن کا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا کہ جہاں جہاں بزرگوں کا سلسلہ جاری رہے وہاں خود بخود کلیسیا بھی قائم رہتی ہے۔ بلکہ چونکہ اُن کے زمانے تک تعلیم میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی، اس لیے وہ کہتے تھے کہ رسولوں کی متفقہ تعلیم کے خلاف بات کرنا غلط ہے۔

لہٰذا اب اُن کے پاس کلیسیا کے نام کو اپنے حق میں استعمال کرنے کی کوئی مضبوط بنیاد نہیں۔ جب ہم کلیسیا کی صحیح تعریف پر آتے ہیں، تو وہ خود اپنے دعووں میں پھنس جاتے ہیں، کیونکہ وہ مسیح کی پاک دلہن کی جگہ ایک بگڑی ہوئی عورت کو کھڑا کرتے ہیں۔ جس سے ہمیں دھوکا نہیں کھانا چاہیے، آؤ آگسٹین کی اس نصیحت پر غور کریں۔
وہ کہتا ہے کہ "کبھی کبھی کلیسیا بہت سے جھگڑوں اور بُرے واقعات کی وجہ سے کمزور اور دھندلی نظر آتی ہے۔ کبھی امن کے دنوں میں وہ پُرسکون اور ٹھیک حالت میں دکھائی دیتی ہے۔ اور کبھی مشکلات اور آزمائشوں کے طوفان میں گھری ہوئی نظر آتی ہے۔" (آگسٹین، خط 48) وہ مثال دیتا ہے کہ کئی بار کلیسیا کے مضبوط ستون ایمان کی خاطر جلاوطن ہوئے یا دنیا میں چھپ کر رہنے پر مجبور ہوئے۔

4. کلیسیا خدا کے کلام پر قائم ہے:

آج کل رومن کیتھولک کلیسیا کے لوگ بھی ہم پر اسی طرح حملہ کرتے ہیں اور ناتجربہ کار لوگوں کو "کلیسیا" کے نام سے ڈراتے ہیں، حالانکہ وہ خود مسیح کے سخت مخالف ہیں۔ اس لیے اگر وہ ہیکل، کاہنوں کا نظام اور ایسی دوسری ظاہری چیزیں پیش بھی کریں، تو اُن کی یہ چمک دمک ہمیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے گی کہ ہم وہاں کلیسیا کو مان لیں جہاں خدا کا کلام موجود نہیں۔

خداوند نے ہمیں ایک واضح اور پکا معیار دیا ہے جب اُس نے فرمایا کہ "جو کوئی سچائی سے ہے وہ میری آواز سنتا ہے" (یوحنا 37:18)۔ پھر اُس نے فرمایا کہ " اچھا چرواہا میں ہوں، اور میں اپنی بھیڑوں کو جانتا ہوں اور وہ مجھے جانتی ہیں"۔ "میری بھیڑیں میری آواز سنتی ہیں، میں اُنہیں جانتا ہوں اور وہ میرے پیچھے چلتی ہیں"۔ اور اس سے پہلے اُس نے کہا تھا کہ جب چرواہا اپنی بھیڑوں کو باہر نکالتا ہے تو وہ اُن کے آگے آگے چلتا ہے، اور بھیڑیں اُس کے پیچھے چلتی ہیں کیونکہ وہ اُس کی آواز کو پہچانتی ہیں۔ لیکن وہ کسی اجنبی کے پیچھے نہیں جاتیں بلکہ اُس سے بھاگتی ہیں، کیونکہ وہ اجنبی کی آواز کو نہیں پہچانتیں (یوحنا 14:10، 4–5)۔

پھر ہم خود کیوں اتنے نادان بنیں کہ کلیسیا کا اندازہ اپنی مرضی سے لگائیں، جبکہ مسیح نے خود اُس کی ایک صاف اور واضح نشانی بتا دی ہے؟ یہ نشانی ہر جگہ ظاہر ہے: جہاں اُس کی آواز سنی جاتی ہے، وہاں کلیسیا موجود ہے؛ اور جہاں اُس کی آواز نہیں سنی جاتی، وہاں حقیقی کلیسیا بھی نہیں۔ پولُس رسول کہتا ہے کہ کلیسیا انسانوں کی رائے یا کاہنوں کے عہدے پر نہیں بلکہ رسولوں اور نبیوں کی تعلیم پر قائم ہے (افسیوں 20:2)۔ اسی معیار سے یروشلیم اور بابل میں فرق کیا جا سکتا ہے، یعنی مسیح کی کلیسیا اور شیطان کی سازش میں فرق۔ جیسا کہ ہمارے نجات دہندہ نے فرمایا کہ "جو خدا سے ہے وہ خدا کی باتیں سنتا ہے؛ تم اس لیے نہیں سنتے کیونکہ تم خدا سے نہیں ہو" (یوحنا 47:8)۔

مختصر یہ کہ چونکہ کلیسیا مسیح کی بادشاہی ہے اور وہ صرف اپنے کلام کے ذریعے حکومت کرتا ہے، تو کیا اس میں کوئی شک ہو سکتا ہے کہ وہ دعوے جھوٹے ہیں جو مسیح کی بادشاہی کو اُس کے عصا یعنی اُس کے پاک کلام کے بغیر قائم دکھاتے ہیں؟

5. تفرقہ اور بدعت کے الزام کا جواب:

رومن کیتھولک ہم پر بدعت اور فرقہ واریت کا الزام لگاتے ہیں، کیونکہ ہم اُن سے مختلف تعلیم دیتے ہیں، اُن کے قوانین کے تابع نہیں ہوتے، اور دُعا، بپتسمہ، عشائے ربانی اور دوسری مقدس رسومات کے لیے اُن سے الگ ہو کر جمع ہوتے ہیں۔ یہ واقعی ایک سنگین الزام ہے، لیکن اس کا جواب دینا مشکل نہیں اور نہ ہی لمبی بحث کی ضرورت ہے۔

بدعتی اور تفرقہ ڈالنے والے اُن لوگوں کو کہا جاتا ہے جو کلیسیا سے اختلاف کر کے اُس کی رفاقت کو توڑ دیتے ہیں۔ یہ رفاقت دو باتوں سے قائم رہتی ہے:

1. درست تعلیم پر اتفاق
2. بھائی چارے کی محبت

آگسٹین نے بدعتی اور فرقہ پرست میں فرق یوں بتایا: بدعتی غلط عقائد کے ذریعے ایمان کی پاکیزگی کو بگاڑتے ہیں، جبکہ فرقہ پرست بعض اوقات ایک ہی ایمان رکھنے کے باوجود رفاقت کا رشتہ توڑ دیتے ہیں۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ بھائی چارے کی یہ محبت ایمان کی وحدت پر منحصر ہے۔ اس کا آغاز، انجام اور اصول سب ایمان کی وحدت سے جڑے ہیں۔ لہٰذا ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ جب بھی ہمیں کلیسیا کے اتحاد کی نصیحت کی جاتی ہے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے دل مسیح پر ایمان میں ایک ہوں، اور ہماری مرضی بھی مسیح میں ایک دوسرے کے لیے خیر خواہی میں جڑی ہو۔

پولُس رسول بھی جب اتحاد کی نصیحت کرتا ہے تو یہ بنیاد رکھتا ہے کہ "ایک ہی خُداوند ہے۔ ایک ہی اِیمان۔ ایک ہی بپتِسمہ "۔ (افسیوں 5:4)۔ اور جب وہ کہتا ہے کہ " ایک جان ہو۔ ایک ہی خیال رکھّو "، تو فوراً یہ بھی کہتا ہے، "وَیسا ہی مِزاج رکھّو جَیسا مسِیح یِسُوعؔ کا بھی تھا" (فلپیوں 2:2، 5)۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جہاں خداوند کا کلام موجود نہیں، وہاں ایمانداروں کا اتحاد نہیں ہوتا بلکہ بے دین لوگوں کا ایک گروہ ہوتا ہے۔

6. مسیح کی سربراہی ہی کلیسائی اتحاد کی شرط ہے:

سائپرین بھی پولُس کی پیروی کرتے ہوئے کلیسیا کے اتحاد کی جڑ مسیح کی واحد سربراہی میں پاتا ہے۔ پھر وہ کہتا ہے کہ " کلیسیا ایک ہے، جو بڑھتے ہوئے پھیلاؤ کے ساتھ بہت سے لوگوں تک پھیلتی جاتی ہے۔ جیسے سورج کی کرنیں بہت سی ہوتی ہیں مگر روشنی ایک ہی ہوتی ہے۔ جیسے درخت کی شاخیں بہت سی ہوتی ہیں مگر تنا ایک ہوتا ہے جو مضبوط جڑ سے قائم رہتا ہے۔ جیسے ایک چشمے سے بہت سی نہریں نکلتی ہیں، اور اگرچہ پانی کی کثرت سے وہ دور دور تک پھیل جاتی ہیں، پھر بھی اُن کی اصل ایک ہی رہتی ہے۔ اگر سورج کی ایک کرن کو سورج سے الگ کر دیا جائے تو وہ قائم نہیں رہ سکتی۔ اگر درخت کی ایک شاخ توڑ دی جائے تو وہ بڑھ نہیں سکتی۔ اگر کسی نہر کو چشمے سے کاٹ دیا جائے تو وہ سوکھ جاتی ہے۔ اسی طرح کلیسیا بھی خداوند کے نور سے روشن ہو کر پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے، لیکن اُس کا نور ایک ہی ہے۔"

ان الفاظ سے بہتر انداز میں یہ بات بیان نہیں کی جا سکتی کہ مسیح کے تمام اعضا ایک دوسرے سے کتنے مضبوطی سے جڑے ہوئے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ بار بار ہمیں سر یعنی مسیح کی طرف واپس لاتا ہے۔ اسی لیے وہ کہتا ہے کہ جب بدعتیں اور تفرقے پیدا ہوتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ سچائی کے اصل منبع کی طرف نہیں لوٹتے، سر یعنی مسیح کو تلاش نہیں کرتے، اور آسمانی اُستاد کی تعلیم پر قائم نہیں رہتے۔

اب رومن کیتھولک لوگ چاہیں تو ہمیں بدعتی کہہ کر شور مچاتے رہیں کہ ہم اُن کی کلیسیا سے الگ ہو گئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم اُن سے اس لیے جدا ہوئے کیونکہ وہ سچائی کے خالص اقرار کو برداشت نہیں کرتے۔ میں اس بات کا ذکر بھی نہیں کرتا کہ اُنہوں نے ہم پر لعنت اور تکفیر کر کے ہمیں نکال دیا۔ ہمارا عذر یہی کافی ہے، جب تک کہ وہ رسولوں کو بھی تفرقہ باز نہ قرار دیں، کیونکہ ہمارا معاملہ اُن کے ساتھ ایک جیسا ہے۔

مسیح نے اپنے رسولوں کو پہلے ہی خبردار کیا تھا کہ "وہ تمہیں عبادت گاہوں سے نکال دیں گے" (یوحنا 16:2)۔ جن عبادت گاہوں کا وہ ذکر کر رہا تھا، اُس وقت وہ جائز کلیسیائیں سمجھی جاتی تھیں۔ پس جب یہ بات یقینی ہے کہ ہمیں نکالا گیا، اور ہم دکھا سکتے ہیں کہ یہ سب مسیح کے نام کی وجہ سے ہوا، تو کوئی بھی فیصلہ کرنے سے پہلے اصل وجہ کو جانچنا چاہیے۔

لیکن اگر وہ ایسا نہ بھی کریں، تو میرے لیے یہی کافی ہے کہ ہم نے اُن (رومن کیتھولک) سے الگ ہو کر مسیح کے قریب ہونے کا راستہ اختیار کیا۔

(رومن کیتھولک کلیسیا کا عبادت اور اختیار کے لحاظ سے قدیم اسرائیل سے موازنہ: باب 7 تا 11)

7. رومن کیتھولک کلیسیا کی حالت یربعام کے زمانے کے اسرائیل جیسی ہے:

جن کلیسیاؤں پر رومی بُت پرستی کی حکومت قائم ہو چکی ہے، اُن کی صحیح حالت اُس وقت بہتر سمجھی جا سکتی ہے جب ہم اُن کا موازنہ قدیم اسرائیلی کلیسیا سے کریں، جیسا کہ نبیوں نے اُس کا حال بیان کیا ہے کہ جب تک یہودی اور اسرائیلی عہد کی شریعت پر قائم رہے، اُن میں ایک سچی کلیسیا موجود تھی۔ یعنی خدا کے فضل سے وہ کلیسیا کی برکتوں

سے فائدہ اُٹھاتے تھے۔ درست تعلیم شریعت میں موجود تھی، اور اُس کی خدمت نبیوں اور کاہنوں کے سپرد کی گئی تھی۔ ختنہ کے ذریعے اُنہیں خداوند کی جماعت (کلیسیا) میں شامل کیا جاتا، اور دوسرے ساکرامنٹس کے ذریعے ایمان میں مضبوط کیا جاتا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ خدا نے جو عزت کلیسیا کو دی تھی وہ اُس وقت اُن کے پاس تھی۔

لیکن جب اُنہوں نے خداوند کی شریعت کو چھوڑ دیا اور بت پرستی اور توہم پرستی میں پڑ گئے، تو اُنہوں نے اپنی یہ فضیلت جزوی طور پر کھو دی۔ کیونکہ کون یہ انکار کر سکتا ہے کہ جن لوگوں کو خدا کا کلام سونپا گیا ہو اور اُس کی مقدس رسومات عطا کی گئی ہوں، اُنہیں کلیسیا نہ کہا جائے؟

لیکن دوسری طرف، کون بغیر کسی شرط کے اُس جماعت کو کلیسیا کہہ سکتا ہے جو خدا کے کلام کو کھلم کھلا اور بے خوفی سے پامال کرتی ہو، جہاں اُس کی خدمت، جو کلیسیا کی بنیاد اور روح ہے، تباہ کر دی گئی ہو؟

8. یہودیوں کی بت پرستی کے باوجود اُن کی کلیسیا باقی رہی:

تو پھر کوئی کہہ سکتا ہے کہ، کیا بت پرستی کی طرف پھر جانے کے بعد یہودیوں میں کلیسیا کا کوئی حصہ باقی نہیں رہا تھا؟ اس کا جواب آسان ہے۔

سب سے پہلے میں یہ کہتا ہوں کہ اُن کے گمراہ ہونے میں بھی درجے تھے۔ کیونکہ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہوداہ اور اسرائیل دونوں کا زوال ایک جیسا تھا جب وہ خدا کی خالص عبادت سے ہٹ گئے۔

یربعام نے جب خدا کے صاف حکم کے خلاف بچھڑے بنائے اور ایک ناجائز جگہ عبادت گاہ قائم کی، تو اُس نے دین کو بالکل بگاڑ دیا۔ لیکن یہوداہ کے لوگ اس سے پہلے کہ اُنہوں نے عبادت کی ظاہری صورت میں کوئی بڑی تبدیلی کی ہو، اپنے کردار اور عقیدوں میں بگڑ گئے اور توہم پرستی میں پڑ گئے۔ اگرچہ رحبعام کے زمانے میں اُنہوں نے بہت سی غلط رسمیں اپنا لیں، پھر بھی چونکہ شریعت کی تعلیم، کاہنوں کی خدمت اور وہ عبادات جو خدا نے مقرر کی تھیں، یروشلیم میں قائم رہیں، اس لیے دیندار لوگوں کے لیے کلیسیا کی حالت کسی حد تک باقی تھی۔

اسرائیلیوں کے ہاں بھی حالات شروع میں اتنے خراب نہیں تھے، لیکن اخی اب کے زمانے تک پہنچتے پہنچتے حالت مزید بگڑ گئی۔ جو بادشاہ اُس کے بعد آئے، وہ یا تو اُسی جیسے تھے، یا اگر کچھ بہتر بننے کی کوشش بھی کرتے تو یربعام کی راہ پر چلتے۔ مگر سب کے سب بدکار اور بت پرست تھے۔ یہوداہ میں بھی وقتاً فوقتاً تبدیلیاں آتی رہیں۔ کچھ بادشاہ جھوٹی اور توہم پرستانہ رسموں کے ذریعے خدا کی عبادت کو بگاڑتے رہے، اور کچھ نے اصلاح کی کوشش کی۔
آخر کار یہ حالت ہو گئی کہ کاہنوں نے خود خدا کی ہیکل کو ناپاک اور گھناؤنی رسومات سے آلودہ کر دیا۔

9. پوپ کی کلیسیا بگڑی ہوئی ہے اور اس سے الگ ہونا ضروری ہے:

اب پوپ کے ماننے والے لوگ جتنا چاہیں اپنے گناہوں کو ہلکا ثابت کرنے کی کوشش کریں، لیکن کیا وہ انکار کر سکتے ہیں کہ اُن کے ہاں کلیسیا کی حالت اُتنی ہی بگڑی ہوئی ہے جتنی یربعام کے زمانے میں اسرائیل کی بادشاہی میں تھی؟ رومن کیتھولک کے ہاں بت پرستی یربعام کے دور سے بھی زیادہ کھُلے عام اور نمایاں طور پر پائی جاتی ہے، اور تعلیم کے لحاظ سے وہ ذرّہ برابر بھی زیادہ پاک نہیں، بلکہ شاید اُس سے بھی زیادہ ناپاک ہیں۔ خدا اس بات کا گواہ ہے، بلکہ معمولی سمجھ رکھنے والا انسان بھی اس کی تصدیق کرے گا، مزید حقیقت خود اتنی صاف ہے کہ مجھے اس پر زیادہ بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔

جب پوپ کے ماننے والے ہمیں اپنی کلیسیا کی رفاقت میں شامل ہونے پر مجبور کرتے ہیں تو ہم سے دو باتوں کا مطالبہ کرتے ہیں:

۱۔ پہلا یہ کہ ہم اُن کی دُعاؤں، قربانیوں اور تمام رسومات میں شریک ہوں۔

2۔ دوسرا یہ کہ جو عزت، اختیار اور حاکمیت مسیح نے اپنی کلیسیا کو دی ہے، وہ سب ہم اُن کی کلیسیا میں مانیں۔

پہلے مطالبے کے بارے میں میں مانتا ہوں کہ جب یروشلم میں حالات بہت بگڑ گئے تھے، تو وہاں موجود انبیاء نے نہ الگ قربانیاں دیں اور نہ ہی الگ عبادت گاہیں قائم کیں۔ کیونکہ اُنہیں خدا کا حکم تھا کہ وہ سلیمان کی ہیکل میں جمع ہوں، اور وہ جانتے تھے کہ لاوی کاہن، جنہیں خدا نے مقدس کاموں پر مقرر کیا تھا، ابھی تک اپنے عہدے سے ہٹائے

نہیں گئے، چاہے وہ اس عزت کے لائق نہ تھے، پھر بھی اُن کا حق تھا کہ وہ یہ منصب رکھیں (خروج 9:29)۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ اُنہیں کسی جھوٹی یا توہم پرستانہ عبادت پر مجبور نہیں کیا گیا تھا، اور نہ ہی اُنہوں نے کوئی ایسا کام کیا جو خدا نے مقرر نہ کیا ہو۔

لیکن پوپ کے پیروکاروں یعنی رومن کیتھولک جماعت کے لوگوں میں کہاں ایسی مثال ہے؟ کیونکہ اگر ہم اُن کے ساتھ کوئی عبادت منعقد کریں تو کھلم کھلا بُت پرستی میں آلودہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اُن کی رفاقت کی سب سے بڑی نشانی لازماً "ماس" ہے، جسے ہم سب سے بڑا گناہ سمجھتے ہیں۔ یہ صحیح ہے یا غلط، اس پر میں آگے باب 18 میں اور دوسری جگہ بحث کروں گا (کتاب 2، باب 15، حصہ 6 دیکھیں)۔ ابھی کے لیے یہ کافی ہے کہ ہمارا معاملہ انبیاء سے بالکل مختلف ہے۔ انبیاء جب بدکاروں کے درمیان عبادت کے وقت موجود ہوتے تھے، تو وہ صرف وہی رسومات ادا کرتے تھے جو خداوند نے مقرر کی تھیں، نہ کہ انسان کی بنائی ہوئی۔

اگر ہم ہر لحاظ سے ملتی جلتی مثال چاہتے ہیں تو اسرائیل کی بادشاہی کو دیکھیں۔ یُربعام کے زمانے میں ختنہ کی رسم باقی تھی، قربانیاں پیش کی جاتی تھیں، شریعت کو مقدس مانا جاتا تھا، اور اُس خدا کی عبادت کی جاتی تھی جسے اُنہوں نے اپنے باپ دادا سے پایا تھا۔ لیکن چونکہ عبادت کے طریقے خود گھڑ لیے گئے تھے اور خدا کے حکم کے خلاف تھے، اس لیے جو کچھ وہاں ہوتا تھا خدا نے اُسے رد کر دیا اور اُس کی مذمت کی۔

مجھے ایک بھی نبی یا دیندار شخص دکھا دیں جس نے بیت ایل میں جا کر عبادت کی ہو یا قربانی پیش کی ہو۔
وہ جانتے تھے کہ ایسا کرنا کسی نہ کسی طرح کی بے حرمتی میں شریک ہونا ہے۔

لہٰذا ہم یہ مانتے ہیں کہ دیندار لوگوں کو کلیسیا کی رفاقت اس حد تک نہیں بڑھانی چاہیے کہ جب وہ ناپاک اور بے دین رسومات میں بدل جائے تو اُنہیں لازماً اُس کی پیروی کرنی پڑے۔

10. ہمیں بگڑی ہوئی کلیسیا سے الگ کیوں ہونا چاہیے ؟۔

دوسری بات کے بارے میں ہمارے اعتراضات اور بھی مضبوط ہیں۔
کیونکہ جب کلیسیا کو اُس حیثیت سے دیکھا جائے کہ ہم اُس کے فیصلوں کا احترام کریں، اُس کے اختیار کو مانیں، اُس کی نصیحتوں پر عمل کریں، اُس کی تنبیہ سے ڈریں، اور ہر لحاظ سے اُس کی رفاقت کو قائم رکھیں، تو ہم یہ تسلیم نہیں کر سکتے کہ اُن کے پاس حقیقی کلیسیا ہے۔ کیونکہ اگر ہم ایسا مان لیں تو ہمیں اُن کی اطاعت اور فرمانبرداری بھی قبول کرنی پڑے گی۔

پھر بھی ہم وہی بات ماننے کو تیار ہیں جو نبیوں نے اپنے زمانے کے یہودیوں اور اسرائیلیوں کے بارے میں مانی تھی، جب اُن کے حالات ایسے ہی بلکہ ان سے کچھ بہتر تھے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ انبیاء نے ہمیشہ اُن کی مجالس کو بے دین اجتماع کہا اور اُن پر لعنت کی، اور کہا کہ اُن میں شریک ہونا ایسا ہی ہے جیسے خدا سے انکار کرنا (یسعیاہ 14:1)۔ اگر وہ واقعی کلیسیا تھیں، تو پھر ایلیاہ، میکایاہ اور اسرائیل کے دوسرے نبی، اور یہوداہ میں یسعیاہ، یرمیاہ، ہوسیع اور دوسرے دیندار لوگ، جنہیں اُس زمانے کے نبیوں، کاہنوں اور لوگوں نے سخت ناپسند کیا، کیا وہ سب خدا کی کلیسیا سے باہر تھے؟ اگر وہ کلیسیا تھیں، تو پھر کلیسیا سچائی کا ستون نہ رہی (1 تیمتھیس 15:3)، بلکہ جھوٹ کا سہارا بن گئی۔ وہ زندہ خدا کا خیمہ نہ رہی، بلکہ بُتوں کا ٹھکانہ بن گئی۔ اِسی لیے نبیوں کے لیے ضروری تھا کہ وہ اُن کی مجالس سے الگ رہیں، کیونکہ اُن میں شامل ہونا خدا کے خلاف ناپاک سازش میں شریک ہونے کے برابر تھا۔

اسی وجہ سے اگر آج کوئی شخص اُن مجالس کو، جو بت پرستی، توہم پرستی اور غلط تعلیم سے بھری ہوئی ہیں، کلیسیا مان لے، اور یہ سمجھے کہ ایک مسیحی کو اُن کے ساتھ مکمل رفاقت رکھنی چاہیے یہاں تک کہ اُن کی تعلیم سے بھی متفق ہونا چاہیے، تو وہ سخت غلطی کرے گا۔ اگر وہ واقعی کلیسیا ہیں، تو پھر "کنجیوں کا اختیار" بھی اُن کے پاس ہونا چاہیے، حالانکہ کنجیاں خدا کے کلام سے جُڑی ہوتی ہیں، اور وہ تو کلام کو خود سے دور کر چکے ہیں۔
اگر وہ کلیسیا ہے، تو وہ مسیح کے اُس وعدے کے حق دار ہیں کہ "جو کچھ تم باندھو گے..." لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ تو اپنے درمیان سے ہر اُس شخص کو نکال دیتے ہیں جو خلوص سے مسیح کا خادم ہونے کا اقرار کرے۔ لہٰذا یا تو مسیح کا وعدہ باطل ہے، یا پھر کم از کم اس معاملے میں وہ کلیسیا نہیں ہیں۔

آخر میں، اُن کے ہاں خدا کے کلام کی خدمت کی بجائے بے دینی کی تعلیم ہے، اور وہ ہر قسم کی گمراہی کے مراکز ہیں۔ اس لیے اگر اُن کو کلیسیا مانا جائے، تو پھر کوئی نشان باقی نہیں رہتا جس سے خدا کے لوگوں کی صحیح مجلس کو جھوٹے اور بت پرستوں کی مجالس سے الگ پہچانا جا سکے۔

11. پوپ کے چرچ میں کلیسیا کی کچھ باقی نشانیاں:

جس طرح قدیم زمانے میں یہودیوں کے درمیان کلیسیا کی کچھ خاص نشانیاں باقی رہ گئی تھیں، اسی طرح آج بھی ہم پوپ کے ماننے والوں میں کلیسیا کی اُن نشانیوں کا انکار نہیں کرتے جو خداوند نے اُن میں بگاڑ کے باوجود باقی رہنے دیں۔

جب خداوند نے یہودیوں کے ساتھ اپنا عہد باندھا، تو وہ عہد اُن کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنی طاقت سے قائم رہا، جو اُن کی بدی کے باوجود باقی رہا۔ خدا کی بھلائی اور وفاداری اتنی پکی ہے کہ اُس کا عہد وہاں قائم رہا، اور اُن کی بے وفائی بھی اُسے مٹا نہ سکی۔ ختنہ اگرچہ اُن کے ناپاک ہاتھوں سے بِگڑ گیا تھا، پھر بھی وہ خدا کے عہد کی سچی نشانی اور مُقدس علامت رہا۔ اسی لیے خداوند نے اُن کی اولاد کو اپنا کہا (حزقی ایل 20:16)، حالانکہ عام حالت میں وہ اُس کے نہ تھے، مگر خاص فضل سے اُس کے ٹھہرے۔

اسی طرح جب خدا نے اپنا عہد فرانس، اٹلی، جرمنی، اسپین اور انگلینڈ میں قائم کیا، اور جب یہ ممالک مخالفِ مسیح کی حکومت کے نیچے آ گئے، تو خدا نے اپنے عہد کو قائم رکھنے کے لیے پہلے بپتسمہ کو وہاں محفوظ رکھا، جو اُس کے عہد کی نشانی ہے۔ بپتسمہ، جو اُس کے کلام سے مقرر ہوا، انسانوں کے بگاڑ کے باوجود اپنی تاثیر رکھتا ہے۔ دوسرا، اُس نے اپنی قدرت سے کچھ اور نشانیاں بھی باقی رکھیں تاکہ کلیسیا بالکل ختم نہ ہو جائے۔

جس طرح کسی عمارت کو گراتے وقت اُس کی بنیادیں اور کچھ کھنڈر باقی رہ جاتے ہیں، اسی طرح خدا نے مخالفِ مسیح کو یہ اجازت نہ دی کہ وہ کلیسیا کو بنیاد سے اُکھاڑ دے یا اِسے بالکل مٹا دے۔ اگرچہ لوگوں کی ناشکری اور خدا کے

کلام کو رد کرنے کی سزا میں اُس نے سخت ہلچل اور ٹوٹ پھوٹ ہونے دی، پھر بھی اُس نے چاہا کہ اس تباہی کے درمیان عمارت آدھی ٹوٹی ہوئی سہی، مگر باقی رہے۔

12. درست باتوں کی موجودگی بگڑی ہوئی کلیسیا کو سچی کلیسیا نہیں بناتی:

اس لیے اگرچہ ہم پوپ کے ماننے والوں کو سادہ طور پر "کلیسیا" کا نام دینے کے لیے تیار نہیں، لیکن ہم یہ بھی انکار نہیں کرتے کہ اُن کے درمیان کچھ کلیسیائیں موجود ہیں۔ اصل سوال یہ ہے کہ "سچی اور صحیح کلیسیا" کس چیز پر قائم ہوتی ہے: یعنی مقدس رسومات میں شمولیت، جو ایمان کی علامت ہیں، اور خاص طور پر تعلیم میں۔

دانی ایل اور پولُس نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ مخالفِ مسیح خدا کی ہیکل میں بیٹھے گا (دانی ایل 9:27؛ 2 تھسلنیکیوں 2:4)۔ ہم رومن کیتھولک پوپ کو اِسی بدکار اور نفرت انگیز بادشاہی کا سردار اور علمبردار سمجھتے ہیں۔ اُس کا خدا کی ہیکل میں بیٹھنا اس بات کی طرف اِشارہ کرتا ہے کہ اُس کی حکومت ایسی نہیں ہوگی جو مسیح یا اُس کی کلیسیا کے نام کو مکمل طور پر مٹا دے۔

لہٰذا یہ واضح ہے کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ اُس کی حکومت کے نیچے کلیسیا بالکل ختم ہو گئی ہے۔ کلیسیائیں اب بھی موجود ہیں، لیکن وہ ایسی کلیسیائیں ہیں جنہیں اُس نے بے حرمتی سے ناپاک کیا، سخت ظلم سے دبایا، اور بُری اور مہلک تعلیموں کے ذریعے زہر کی طرح بگاڑ کر تقریباً مار ڈالا ہے۔ وہاں مسیح گویا آدھا دفن ہے، انجیل کو دبا دیا گیا ہے، دینداری کو بگاڑ دیا گیا ہے، اور خدا کی عبادت تقریباً ختم ہو چکی ہے۔ مختصر یہ کہ وہاں ہر چیز ایسی بے ترتیبی اور بگاڑ کا شکار ہے کہ وہ خدا کے مقدس شہر کی بجائے بابل کا منظر پیش کرتی ہے۔

ایک لفظ میں، میں اُنہیں اس معنی میں کلیسیا کہتا ہوں کہ خدا وہاں حیرت انگیز طور پر اپنے لوگوں کے کچھ حصے کو باقی رکھتا ہے، اگرچہ وہ بہت بکھرے اور ٹوٹے ہوئے ہیں۔ اور کلیسیا کی کچھ نشانیاں بھی اب تک باقی ہیں، خاص طور پر وہ نشانیاں جن کی تاثیر نہ شیطان کی چالاکی ختم کر سکتی ہے اور نہ انسان کا بگاڑ۔ لیکن دوسری طرف، چونکہ وہ اصل

نشانیاں جن پر ہمیں خاص توجہ دینی چاہیے اس بحث میں مٹا دی گئی ہیں، اس لیے میں کہتا ہوں کہ مجموعی طور پر اُن کا پورا نظام، اور ہر الگ جماعت بھی، ایک جائز اور سچی کلیسیا کی صورت نہیں رکھتی۔

The End

مزید معلومات، مسیحی کتب، پوڈکاسٹ اور آرٹیکل حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں

www.reformedbytruth.com

صرف ذاتی اور نجی استعمال کے لیے نقل کی اجازت ہے، فروخت کے لیے نہیں۔

Duplication of this document is permitted for personal, private use only